مواعظِ اختر نمبر ۱۴

تزکیۂ نفس، مُجاہدہ اور مشیّتِ الٰہی کا ربط

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

hazratmeersahib.com

تزکیۂ نفس، مجاہدہ اور مشیتِ الٰہی کا ربط

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ امیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

نامِ وعظ: تزکیۂ نفس، مجاہدہ اور مشیتِ الٰہی کا ربط

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج الملّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: ۱۱؍محرم الحرام ۱۴۱۱؁ھ مطابق ۳؍اگست ۱۹۹۰؁ء، بروز جمعۃ المبارک

مقام: مسجد اشرف، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

موضوع: تزکیہ نفس کے تین طریقے

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶؁ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴؁ء

ناشر: اِدارہ تالیفاتِ اختریہ

بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات — صفحہ نمبر

تزکیۂ نفس، مجاہدہ اور مشیتِ الٰہی کا ربط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا

مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ○

(سورۂ آل عمران، آیت:۸)

دین پر استقامت کی دعا

اس وقت اچانک میرے قلب میں دو باتیں آ گئیں، دو واقعات دل میں آئے، دل میں اچانک کوئی بات آجائے تو وہ اشارہ ہوتا ہے کہ اس کو پیش کر دیا جائے۔ نمبر ایک واقعہ یہ آیا کہ ابوجہل نے ایک مرتبہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درخواست کی کہ میری مٹھی میں جو چیز ہے اگر آپ بتا دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا، اس نے کچھ کنکریاں ہاتھ میں رکھ کر آپ سے سوال کیا کہ آپ میری مٹھی میں جو چیز ہے وہ بتا دیں تو میں آپ کی رسالت پر ایمان لے آؤں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں بتاؤں یا تیری مٹھی میں جو چیز ہے وہ چیز ہی بتا دے تو یہ کیسا رہے گا؟ اس نے کہا کہ بہت ہی اچھا رہے گا، تو اس کی مٹھی میں جو کنکریاں تھیں وہ کلمہ پڑھنے لگیں، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ہم گواہی دیتی ہیں

کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی ہیں۔ یہ سن کر ابو جہل اتنا غصہ ہوا، کنکریوں کو زور سے زمین پر دے مارا اور ان کنکریوں کو بہت سی گالیاں دیں، جیسے جاہل دیہاتی کھیت جوتتے وقت جانوروں کو بہت گالیاں دیتا ہے حالانکہ اس کا جانوروں پر کوئی اثر نہیں ہوتا، وہ کیا جانیں کہ گالی کیا چیز ہے۔

تو ابو جہل کو منہ مانگی دلیل ملی لیکن جب قسمت میں ہدایت نہ ہو تو منہ مانگی دلیل کے باوجود وہ ایمان سے محروم رہا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے لیے، استقامت کے لیے اور ایمان پر موت کے لیے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾

(سورۂ آل عمران، آیت:۸)

اے ہمارے رب! ہمارے دل کو ٹیڑھا نہ ہونے دیجئے بعد اس کے کہ ہمیں ہدایت مل چکی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ دل میں ٹیڑھا ہونے کی خاصیت ہے اور ہدایت کے بعد بھی دل ٹیڑھا ہوسکتا ہے، اس لیے اس کی پناہ کے لیے سرکاری مضمون نازل ہوا، اس مضمون سے جو دعا کرے گا تو ان شاء اللہ ضرور قبول ہوگی کیونکہ سرکاری مضمون کبھی رد نہیں کیا جاتا، اگر بادشاہ کسی مجرم کو معافی کا کوئی مضمون بھیج دے کہ اگر اس عنوان سے مانگو گے تو میں قبول کرلوں گا تو پھر بادشاہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں قبول نہیں کروں گا کیونکہ بادشاہ تو خود بھیج رہا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے استقامتِ دین پر قائم رہنے اور ایمان پر مرنے کی نعمتِ عظیمہ کے لیے یہ آیت نازل فرمائی، جس کو یاد نہ ہو وہ یاد کرلے۔

آیت رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا ......الخ کی شرح

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا اے ہمارے رب! ہمارے دل کو ٹیڑھا نہ کیجئے یعنی گمراہ نہ ہونے دیجئے، بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا بعد اس کے کہ آپ نے ہمیں ہدایت کے راستے پر لگا دیا، وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اور مجھے رحمت ہبہ کر دیجئے یعنی اپنے خاص فضل سے یہ رحمت مجھے نصیب فرمائیے۔ اس رحمت سے مراد عام رحمت نہیں ہے، مفسرین لکھتے ہیں کہ اس رحمت سے مراد اَلْاِسْتِقَامَۃُ عَلَی الدِّیْنِ ہے یعنی ایمان پر موت آئے، اَلْمُرَادُ بِھٰذِہِ الرَّحْمَۃِ الْاِسْتِقَامَۃُ وَ الثَّبَاتُ عَلَی الْحَقِّ اس رحمت سے مراد دینِ حق پر ثابت قدم رہنا اور استقامت سے رہنا ہے اور اللہ میاں ہبہ کے لفظ سے دعا اس لیے منگوا رہے ہیں کہ اس کا ہم معاوضہ نہیں دے سکتے، کیوں بھئی! ہبہ میں معاوضہ ہوتا ہے؟ تو مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے گویا یہ بتا دیا کہ ایمان پر مرنا اور دین پر قائم رہنا کتنی بڑی نعمت ہے اور دوزخ کے عذاب اور پٹائی سے بچ جانا کتنی بڑی نعمت ہے مگر اے ایمان والو! تم اس نعمت کا معاوضہ ادا نہیں کر سکتے لٰہذا تم لوگ ہم سے اس نعمت کو ہبہ کے عنوان سے مانگو کیونکہ ہبہ معاوضہ سے بالاتر ہے، تم اَسّی برس کی نماز و روزہ پر ہمیشہ کی جنت کیسے لے سکتے ہو؟ اسّی برس کی نماز پر اسّی برس جنت کی زندگی لے لو اور اسّی برس کے بعد جنت سے گیٹ آؤٹ (Get out) ہو جاؤ، جس کی جتنی عمر ہے مثلاً کسی نے ستّر سال نماز روزہ کیا تو وہ ستّر سال جنت میں رہ لے اور جب ستّر سال پورے ہو جائیں تو وہاں سے نکل جائے۔ تو اصل ضابطہ تو یہ تھا لیکن ہمیشہ کے لیے جنت مل جانا رابطہ ہے، فضل ہے، رحمت ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہبہ کا لفظ نازل فرمایا کہ اس کو ہم سے ہبہ مانگو، وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اس رحمت کو ہبہ سے مانگو۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

ہبہ نازل فرما کر دنیائے انسانیت کو قیامت تک کے لیے بتادیا کہ

اَلْاِسْتِقَامَۃُ عَلَی الدِّیْنِ وَحُسْنُ الْخَاتِمَۃِ ذَالِكَ تَفَضُّلٌ مَّحْضٌ بِدُوْنِ شَائِبَۃِ وُجُوْبِ عَلَیْہِ تَعَالٰی شَانُہٗ

(روح المعانی، ج ۳، ص ۹۰)

ہمیں ایمان پر موت دینا اللہ پر واجب نہیں ہے، اللہ کی یہ نعمت محض اس کی رحمت سے ملتی ہے، یہ نعمت دینا اللہ پر واجب نہیں ہے محض ان کی عنایت ہے، لفظ ہبہ بتا رہا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو اس نعمت کا معاوضہ نہیں دے سکتے لہٰذا اللہ سے اس نعمت کو حاصل کرنے کی یہی صورت ہے کہ اس نعمت کو ہبہ سے مانگو، اس درخواست کا مضمون بتارہا ہے کہ روزہ نماز کے مقابلہ میں ایمان پر خاتمہ اور جنت میں دائمی دخول کی اس نعمت کو کوئی نہیں پاسکتا، مگر اس کے معنی یہ بھی نہیں کہ تم روزہ نماز چھوڑ کر صرف یہی دعا کرتے رہو، اتنا تو کما لو جتنا بتایا گیا ہے، اس کے بعد جو تمہارے اختیار میں نہیں ہے اُس کے لیے ہبہ نازل فرمایا کہ اب اس نعمت کو ہم سے ہبہ کی درخواست کر کے مانگو۔ اب اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ اتنا ہبہ کہاں تک کریں گے، کہیں ان کے پاس ہبہ کرنے والے کے لیے ہبہ ہی ختم نہ ہوجائے، اللہ میاں اتنا مال مصالحہ کہاں سے دیں گے؟ تو اس کے لیے آگے سِکھا دیا اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ کہ اگر شیطان وسوسہ ڈالے یا خود تمہارے دل میں سوال پیدا ہو کہ اللہ میاں اتنا ہبہ کیسے دیں گے تو تم کہو اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ اے اللہ! ہم اس لیے آپ سے ہبہ مانگتے ہیں کہ لِاَنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ یہ جملہ تعلیلیہ ہے، یہ آیت علت بیان کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے، تفصیل کے لیے تفسیر روح المعانی دیکھئے۔ تو چونکہ آپ واقعی بہت بڑے داتا ہیں، خالی واہب نہیں ہیں بلکہ وَھَّابُ ہیں اس لیے میں آپ سے ہبہ مانگ رہا ہوں۔ تو ایک قصہ تو اچانک یہ یاد آگیا اور دوسرا قصہ سنانے سے پہلے ایک بات عرض کرتا ہوں۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

بعض لوگ مجھ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ صاحب! آپ ایک ہی بات بار بار بیان کرتے ہیں، مجھے اس پر اِشکال اور اعتراض ہے۔ اگر آپ کو مجھ پر اعتراض ہے تو مجھے بھی آپ پر اعتراض ہے، اگر کسی کو مجھ پر اعتراض ہے کہ اس بات کو بار بار کیوں بیان کرتے ہو حالانکہ ایک دفعہ علم تو ہو چکا ہے، ایک دفعہ یہ بات سن تو چکے ہیں۔ تو میں بھی آپ پر ایک اعتراض کرتا ہوں، آپ اس کا مجھے جواب دیں کہ آپ بار بار انڈے کیوں کھاتے ہیں؟ بار بار کباب کیوں کھاتے ہیں؟ ایک دفعہ کھا تو چکے ہیں، تو جب تکرارِ غذائے جسمانی آپ کے یہاں محبوب ہے تو تکرارِ غذائے روحانی پر کیوں اعتراض ہے؟ غذائے روحانی کو بھی بار بار کھاؤ، اب تو شاید اشکال ختم ہو گیا ہوگا۔ جہاں اشکال ہونا چاہیے وہاں تو ہم پوچھتے نہیں۔ ارے! اِشکال شکل سے ہے، ان اِشکال سے بچو یعنی حسینوں کی شکلوں سے بچو، یہ شکل مشکل میں ڈال دے گی، میری رات دن یہی نصیحت ہے کہ صورت پرستی سے بچو، جو اس عذاب سے بچ گیا بس ان شاء اللہ تعالیٰ پھر اللہ کا راستہ صاف ہے ورنہ یہ صورتیں روح کے پَر بالکل کاٹ دیتی ہیں، اگر مٹی کی شکلوں میں پھنسو گے تو زمین پر دھرے رہو گے، آسمان والے مولیٰ سے محروم ہو جاؤ گے، جو حلال ہے مثلاً بیوی حلال ہے، بچے حلال ہیں، حلال روزی کماؤ اور حلال کی کھاؤ، مرنڈا بھی پیو، انڈا بھی کھاؤ مگر ڈنڈے سے بچو، شیطان کا ڈنڈا یہی حسینوں کے جال ہیں جو سڑکوں پر بکھرے ہوئے ہیں۔

دوست نما کچھ دشمن

تو خیر دوسرا معاملہ تھا کہ اللہ والوں کو بعض لوگ اپنی عقل سے ناپنے کی

کوشش کرتے ہیں کہ میں ذرا ان کو وزن کرلوں۔ تو اگر آپ کو مجھ پر اعتماد ہے تو میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت سنانا چاہتا ہوں اور اگر آپ کو اعتماد نہیں ہے تو آپ امت کے بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ سے دور پہنچ گئے کیونکہ اس امت میں چھ سو برس سے جتنے اولیاء اور علماء پیدا ہوئے ہیں سب نے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کے ترجمے کئے ہیں، اس کی شرحیں کی ہیں اور اس کا فیض آج ساری امت میں جاری ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کو ایک بڑھیا کے قصہ سے سمجھیں۔ ایک بازِ شاہی شاہی محل میں رہتا تھا، بادشاہ اس کو اپنی کلائی پر بٹھاتا تھا اور اس سے بہت محبت کرتا تھا، ایک دن وہ اڑتے اڑتے غلطی سے ایک اندھی بڑھیا کے گھر میں آگیا، بڑھیا نے اس کو پکڑ کر اس کے ناخن وغیرہ ٹٹولے تو بولی کہ توبہ توبہ یہ تو بڑا یتیم معلوم ہوتا ہے، شاید اس کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہے، اب وہ جلدی سے قینچی لائی اور اس کے ناخن کاٹنے لگی، پھر جب مزید ٹٹولا تو بازو اور پَر بھی کاٹ دیئے، اب یہ بے چارہ نہ اڑسکتا تھا نہ شکار کرسکتا تھا۔ تو اس بڑھیا نے اپنی عقل سے بازِ شاہی کی تشکیل، تعین اور تشخص قائم کیا کہ اس کو ایسا ہونا چاہیے، یہ یتیم کیوں رہے، تو اس نے اپنے خیال میں بازِ شاہی کی یتیمی دور کرکے اس کو حقیقی یتیم بنا دیا لہٰذا ایسے لوگوں سے ہوشیار رہو جو محبت ظاہر کرکے آپ کے دین کو یتیم کردیں، آپ کا دین چھین لیں۔ آج چچازاد اور ماموں زاد بہنیں کہتی ہیں کہ ارے بھئی! کیا پردہ کرتے ہو، بالکل مولوی بن گئے، بس دل کا پردہ رکھو، دل میں کوئی خیال نہ لاؤ، لو نہ دو دیکھ تو لو۔ یہ کون ہیں؟ یہ یتیم کرنے والے ہیں۔ ایسے لوگ چاہے عالم ہوں یا حافظ ہوں ان کا دین سلامت نہیں رہ سکتا، ان کے حال پر رونا آتا ہے کہ فقہ میں پڑھ چکے ہیں کہ نظر حرام ہے، نامحرم عورتوں کو دیکھنا حرام ہے لیکن جب کہا جاتا ہے کہ اپنے خاندان میں اعلان کردو کہ چچازاد بہنو!

میری پھوپھی کی بیٹیو! میرے ماموں کی بیٹیو! میرے سامنے مت آؤ، تو ہمت نہیں ہوتی، وجہ کیا ہے؟ کسی اللہ والے کی جوتیاں اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جب جنازہ قبر میں اُترے گا تب آنکھیں کھلیں گی لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ آپ بتلایئے! کسی شخص پر پھانسی کا کیس ہو اور وہ سگریٹ پی پی کر تاش کھیل رہا ہو اور اگر کوئی اسے کہے کہ بھئی! فلاں تاریخ کو آپ کی پھانسی کا مقدمہ ہے، اور وہ کہے کہ ارے بھئی جاؤ! دیکھا جائے گا۔

آج تو عیش سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

اور غالب کا شعر پڑھ کر پھر سگریٹ پینے لگے۔ اگر اس کا کوئی اصلی دوست ہے تو وہ کہے گا کہ اس شخص کے دماغ میں کوئی خرابی آگئی ہے، دماغ کے اسپیشلسٹ کو دِکھانا چاہیے، یہ نہ وکیل کے پاس جاتا ہے نہ اپنے کیس کی تیاری کرتا ہے۔ تو سوچ لو کہ ایسے شخص کی موت میں تو کسی کو شبہ نہیں۔

نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے

اسی طرح ہمیں بھی یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کو حرام فرمایا ہے قیامت کے دن ہم سے ان باتوں کا سوال ہوگا اور بخاری شریف کی حدیث ہے کہ آنکھوں سے نظر بازی کرنا حرام ہے، یہ آنکھوں کا زِنا ہے، حسینوں اور نامحرم عورتوں سے زبان سے گپ شپ لگانا زبان کا زِنا ہے، کان سے ان کی باتوں کو سننا کان کا زِنا ہے، ہاتھ سے نامحرم عورتوں کو چھونا ہاتھ کا زِنا ہے، پیر سے ان کی طرف چل کر جانا پیر کا زِنا ہے۔ دیکھو! بخاری شریف کی عبارت بھی پڑھ دیتا ہوں:

((زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَ زِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ))

(صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، ج:۲، ص:۹۲۲)

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آنکھوں کا زِنا نظر بازی ہے اور زبان کا زِنا ان سے گپ شپ کر کے مزے لینا ہے، چبا چبا کے باتیں کرنا ہے، سر ہلا ہلا کر کے حرام لذت کا زہر کھانا ہے۔ جب کوئی خدا کے غضب اور لعنت میں سر ہلاتا ہے تو جی چاہتا ہے کہ اس کو بغیر گنے جوتے لگائے جائیں، یہ شخص کس قدر اندھا ہے کہ اللہ کا غضب اس کے سر پر ہے اور اسے پتہ نہیں۔

تلخیِ حیات کا سبب

دوستو! میں اعلان کرتا ہوں اور یہ میرا نہیں قرآنِ پاک کا اعلان ہے، حدیثِ پاک کا اعلان ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر کتنے ہی حرام مزے لوٹ لو مگر چین نہ پاسکو گے، اللہ تعالیٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہوسکتا، خدا سے بڑھ کر کون سچا ہوگا جو فرماتے ہیں کہ اگر مجھ کو ناراض اور ناخوش کر کے تم نے دل میں حرام خوشیاں امپورٹ کیں، درآمد کیں تو میں تمہاری زندگی کو کڑوی کردوں گا۔ جس کی زندگی کو خدا تلخ کردے اس کی زندگی کو کون شیریں کرسکتا ہے؟ جو خالقِ حیات یہ اعلان کررہا ہے کہ میں تمہاری زندگی کا پیدا کرنے والا ہوں اور قرآن میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ مجھ کو ناراض کر کے تم چین سے نہیں رہ سکتے ہو پھر وہ ظالم اور بےوقوف انسان ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ میں کچھ مزے لوٹ لوں جیسے کوئی خارش میں کھجلانے سے مزہ لوٹتا ہے، تو یہ اصلی مزہ نہیں ہے، یہ خون کی خرابی ہے، اسے کوئی مصفی خون دوا پلاؤ، انجکشن لگاؤ، ڈاکٹروں سے رجوع کرو، جب خون صاف ہوجائے گا تو کھجلانے کو خود ہی دل نہ چاہے گا، جب دل میں اللہ کا خوف آجائے گا تو دل کی غفلت کی بیماری کا کینسر ٹھیک ہوجائے گا پھر گناہ کرنے کو دل ہی نہ چاہے گا بلکہ گناہ کے وسوسے سے بھی پریشان ہوجائے گا، اگر گناہ کے تقاضے کا وسوسہ بھی آجائے گا تو خدا سے پناہ مانگنا شروع کردے گا کہ اے خدا!

اس وقت یہ کہاں سے کالی بلا آ گئی۔ تو گناہ کرنا تو بڑی چیز ہے گناہ کے وسوسے سے بھی اس کے دل پر زلزلہ طاری ہو جائے گا جیسے چھوٹا بچہ ماں کی گود میں چپکا ہوا ہو اور کوئی بدمعاش آ کر دھمکی دے رہا ہو کہ میں اس بچہ کو چھین لوں گا تو بچہ اسی وقت چلانے لگتا ہے کہ اماں بچاؤ! یہ ہمیں آپ کی گود سے چھیننا چاہتا ہے۔ تو جب اللہ کی رحمت اور اللہ کے قرب کی گود سے اللہ والوں کو کوئی چھیننا چاہتا ہے تو وہ اپنے اللہ سے رونا اور چلانا شروع کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی حفاظت کی گود سے اللہ والوں کو کوئی طاقت نہیں چھین سکتی، جب چاہو تجربہ کر لو، انہیں لندن کی حسینوں کے پاس لے جاؤ، کسی سڑک سے اس کو گذار دو، ان شاء اللہ تعالیٰ وہ نگاہ نیچی کر کے گذر جائے گا۔

اللہ والوں سے ہمیشہ حسنِ ظن رکھو

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو لوگ اللہ والوں کو آزمانے کی کوشش کرتے ہیں ان کے لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک پہاڑ کے دامن میں ایک ذرّہ تھا، ایک دن اس ذرّے نے کہا کہ اے پہاڑ! میں تیرا وزن کروں گا، دیکھوں گا کہ تیرا کتنا وزن ہے؟ تو پہاڑ نے ہنس کر کہا کہ اے ذرّے! اگر تو مجھے اپنے ترازو میں رکھے گا تو نہ تو رہے گا نہ تیرا ترازو رہے گا۔ یہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مثال ہے۔ بس جو شخص اپنی عقل سے قیاس کر کے اللہ والوں کا وزن کرنا چاہتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ اور اس کا ترازو اور اس کی عقل سب ختم ہو جائے گی لہٰذا اللہ والوں سے ہمیشہ حسنِ ظن رکھو اور یہی کہو کہ ہم نے آپ کو نہیں پہچانا۔

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق تھے، سارے خلفاء میں سب سے زیادہ محبوب اور

سارے خلفاء میں حکیم الامت کے سب سے زیادہ عاشق تھے لیکن ایک دن حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خواجہ صاحب! افسوس ہے کہ آپ نے مجھ کو نہیں پہچانا۔ اللہ اللہ! آپ اللہ والوں کو سمجھ بھی کیسے سکتے ہو۔ دیکھئے! ایک بلڈنگ ہے جس میں سو منزلیں ہیں، کوئی شخص تیسری منزل پر ہے، کوئی دسویں منزل پر ہے، ایک نوّے منزل پر ہے تو دس منزل والا نوّے منزل والے کو کیسے قیاس کرسکتا ہے کہ وہ کس مقام پر ہے جب تک کہ وہ بھی اس منزل پر پہنچ نہ جائے، لہٰذا بزرگوں کی نصیحت یہ ہے کہ اللہ والوں سے ہمیشہ نیک گمان رکھو۔ ہم اللہ والوں کو نہیں پہچان سکتے، بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اللہ کے بہت مقبول بندے ہیں اور ان کی صحبت سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری قسمت جاگ جائے گی، ہمارا کوّا پن ختم ہوجائے گا، ہم کوّے کی طرح گناہوں کا جو گو کھا رہے ہیں، پیشاب میں لت پت ہیں، اور یہ پیشاب پاخانہ تو نجاست ہے مگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اتنی گندی چیز ہے کہ جس سے پیدا کرنے والا ناراض ہوجائے! جس نے آپ کی آنکھیں بنائیں اسی آنکھ کو غلط استعمال کرتے ہو، جس نے آپ کی ماں کے پیٹ میں آپ کے اعضاء بنائے آج انہی اعضاء سے اس کو ناراض کررہے ہو۔ تو اللہ کی نافرمانی کرنا نہایت گندی چیز ہے۔ تو کوّا کیا کھاتا ہے؟ کوّوں کی غذا کیا ہے؟ گندگی، نجاست اور غلاظت۔ اور ایک چڑیا ہے جس کا نام ہنس ہے، وہ موتی چگتا ہے۔

نسبتِ خاصّہ مجاہداتِ شاقّہ کے بعد عطا ہوتی ہے

ایک بزرگ تھے بھیکا شاہ، ان کے پیر شیخ ابوالمعالی کچھ دن کے لیے ان سے کچھ ناراض ہوگئے تھے تو وہ بے چارے اپنے پیر کے گھر کا چکر لگاتے رہتے تھے، ان کا گھر بھی جنگل میں تھا اور دیہات کے جو مکانات

ہوتے ہیں ان کی چھت کچی مٹی ڈال کر بنائی جاتی ہے، جب بارش زیادہ ہوتی ہے اور چھت سے مٹی بہہ جاتی ہے تو پانی ٹپکنے لگتا ہے۔ اب ایک مرتبہ بارش زیادہ ہوئی تو شیخ کے گھر کی چھت سے پانی ٹپکنے لگا۔ بیوی نے کہا کہ گھر میں بہت پانی ٹپک رہا ہے آپ کسی سے چھت بنوا دیجئے، انہوں نے کہا کہ کس سے بنوائی جائے؟ بیوی نے کہا کہ جو بنانے والا تھا اس سے آپ ناراض ہیں، سب سے اچھی چھت بنانا جو جانتا ہے اسی کو خانقاہ میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔ تو شیخ نے فرمایا کہ بھئی اس سے ہم ناراض ہیں، تم تو ناراض نہیں ہو، تم اسے بلا لو۔ جب ان کو بلا کر بتایا گیا کہ شیخ نے کہا ہے کہ چھت بنا دیں تو جلدی سے چھت پر چڑھ گئے اور سب کچھ ٹھیک کر دیا۔ اب بارہ بجے دھوپ میں محنت سے پسینہ پسینہ ہو رہے تھے کہ شیخ مدرسہ و خانقاہ سے کھانا کھانے گھر آئے، کھاتے کھاتے اچانک سر اٹھایا تو وہی مرید نظر آ گیا جس کو چھ ماہ سے نکالا ہوا تھا، تو جب نظر سے نظر مل گئی تو ان کو رحم آ گیا اور ایک لقمہ اٹھا کر کہا کہ لے بھیک لے، بس وہ بغیر سیڑھی کے چھت سے کود پڑے اور اس لقمہ کو کھالیا، جب وہ لقمہ حلق سے نیچے اُترا تو جس مقام پر شیخ تھے اسی مقام پر وہ اسی وقت پہنچ گئے اور پھر ان کا لقب بھیکا شاہ پڑ گیا۔ لیکن اب یہ مت سمجھنا کہ ہم بھی اپنے اپنے پیروں سے وہی لقمہ مانگنے لگیں، یہ سوچو کہ اس لقمہ نے کام کب کیا؟ جب بہت زیادہ مجاہدہ کروایا، چھ ماہ جل جل کر لکڑی سوکھ گئی اور تھوڑی سی دیا سلائی لگ گئی تو کام بن گیا۔ مجاہدات کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو پیار آ جاتا ہے تو اس کو نوازنے کا کوئی نہ کوئی ذریعہ بنا دیتے ہیں۔ بس اس وقت بھیکا شاہ نے یہ شعر کہا ؎

بھیکا معالی پہ واریاں دن میں سو سو بار
کاگا سے ہنس کیو اور کرت نہ لاگی بار

یعنی اے بھیکا شاہ! میرے پیر ابو المعالی نے مجھ کو کوّے سے ہنس کر دیا کہ پہلے

میں کوّے کی طرح گناہوں کا پیخانہ کھاتا تھا اور اب ہنس کی طرح موتی چگتا ہوں یعنی اللہ کا ذکر کرتا ہوں، اللہ کا نام لیتا ہوں، تو جس نے ہمیں کوّے سے ہنس بنادیا اس پر میری جان سوسو دفعہ قربان ہو۔ اور کوّے سے ہنس کرنے میں انہیں دیر بھی نہیں لگی۔ تو یہ اللہ کی طرف سے انعام ہے، جب انسان زیادہ رگڑے کھاتا ہے، اللہ کے راستہ میں زیادہ مجاہدے اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی تو کریم ہیں۔ دیکھئے! کوئی بیٹا اپنے باپ کو خوش کرنے کے لیے بہت زیادہ مشقت کرتا ہے تو باپ کو رحم آجاتا ہے یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ کو بھی رحم آجاتا ہے کہ میرا یہ بندہ اتنی مشقت اٹھا رہا ہے، لہٰذا اس کا کام بن جاتا ہے۔

بہرحال میں آپ سے یہ عرض کروں گا، یہ میں نے بہت ہی باادب یعنی بڑے ادب کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ جن لوگوں کو کسی بھی گناہ کی عادت ہے، اس میں ہم سب شامل ہیں، ہر شخص اپنے اپنے گناہوں سے توبہ کرلے اور جس کو گناہ کی عادت ہے تو میں نے ایسے لوگوں کا نام مسٹر زاغانی رکھا ہے، زاغ کے معنی کوّے کے آتے ہیں، چونکہ کوّے کی غذا گندی ہے تو جب تک کسی کو گناہ کی عادت ہے، وی سی آر دیکھتا ہے، سینما دیکھتا ہے، ننگی فلمیں دیکھتا ہے، نامحرم عورتوں پر حرام نظر ڈالتا ہے غرض کوئی بھی گناہ کرتا ہے تو ایسے لوگوں کا نام میں نے مسٹر زاغانی رکھا ہے تو بھئی! مسٹر زاغانی نہ بنو اور اللہ والے کا نام مسٹر تابانی رکھا ہے، تابانی روشنی کو کہتے ہیں یعنی جب اللہ کا نور دل میں آجائے گا اور گناہوں سے نجات مل جائے گی تب وہ مسٹر تابانی ہوجاتا ہے اور اگر مولوی ہے تو ملا تابانی ہوجاتا ہے۔

اڑگئی سونے کی چڑیا رہ گیا پر ہاتھ میں

تو میں بار بار یہی عرض کرتا ہوں کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے جتنے اولیاء اللہ ہیں ان کو پہچاننے کے لیے خدائے تعالیٰ ہم کو آنکھیں عطا فرمادے، ہم جیسے نابینا انسان اپنی نادانی سے نابینا بڑھیا کی طرح اللہ والوں کی قدر نہیں کرتے اور

آخر میں ایک دن جب ان اللہ والوں کی چڑیا اڑ جاتی ہے یعنی ان کا انتقال ہوجاتا ہے تو پھر افسوس کرتے ہیں۔ میرے مرشد اوّل شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب حکیم الامت کا انتقال ہوا تھا تو فرمایا کہ

اڑ گئی سونے کی چڑیا رہ گیا پر ہاتھ میں

یہ چمن یونہی رہے گا اور سب جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

حکیم الامت اپنی بولیاں بول کے اڑ گئے، کراچی میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب، مولانا محمد یوسف بنوری صاحب، ڈاکٹر عبدالحی صاحب اور شاہ عبدالغنی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کیسے کیسے لوگ چلے گئے اس لیے جن لوگوں نے ان بزرگوں سے کچھ حاصل کرلیا ان کو غنیمت سمجھ لو کیونکہ اگر ان سے کچھ حاصل نہیں کیا تو پھر کیا ہوگا؟ یہ اللہ والے اللہ کی محبت و معرفت کے موتی برسا رہے ہیں، خزانے برسا رہے ہیں مگر اپنی اپنی سیپ کا منہ تو کھولو تاکہ ان کی بارش کا قطرہ اندر داخل ہوجائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بھی درخواست کرنی چاہیے کہ اے خدا! ہدایت کے جو دو ذریعے ہیں، تزکیۂ نفس کے جو دو ذریعے ہیں ان دو ذریعوں کے ذریعہ ہمارا بھی تزکیہ فرما دیجیے۔

صحبتِ شیخ کے باوجود تزکیہ نہ ہونے کی وجہ

اب تزکیہ کرنے والے وہ دو ذریعے بھی سن لیجئے۔ نمبر ایک، کسی اللہ والے کی صحبت میں بیٹھنا، جیسے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کا تزکیہ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یُزَکِّیۡھِمۡ کا لفظ نازل فرما کر تزکیہ کی نسبت کتاب اللہ کی طرف نسبت نہیں کی رِجَالُ اللہِ کی طرف نسبت کی ہے۔ بعض لوگ خالی کتاب پڑھ کر تزکیہ کرنا چاہتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے یُزَکِّیۡھِمۡ کی نسبت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیوں کی؟ یہی نازل ہوجاتا کہ یہ قرآن سب

کا تزکیہ کردے گا، نبی کی ضرورت ہی نہیں ہے لیکن بغیر صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا تزکیہ نہیں ہوا۔ آج بھی بغیر نائبِ رسول کی صحبت کے تزکیۂ نفس نہیں ہوتا لیکن صحبت کے باوجود بھی بعض لوگوں کا تزکیہ نہیں ہوتا۔ ذرا اس مسئلے کو غور سے سن لیجئے کہ بعض لوگ اہل اللہ کی صحبت میں آتے جاتے ہیں مگر ان کا تزکیہ نہیں ہورہا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ بیان فرمادی:

﴿وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا﴾

(سورۃ العنکبوت، آیت:٦٩)

جو اللہ کو راضی کرنے کے لیے گناہوں کو چھوڑنے کا مجاہدہ کرتے ہیں، جو اللہ کے احکام کو بجالانے کے لیے مجاہدہ کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی صحبت کے ساتھ اگر گناہوں سے بچنے کا مجاہدہ نہیں کیا تو ایسے شخص کا تزکیہ نہیں ہوگا۔ جو لوگ مجاہدہ میں کمزور پڑے، گناہ سے بچنے کی طاقت ہے مگر قصداً اس طاقت کو استعمال نہیں کرتے کیونکہ بیماری سے عشق ہوگیا ہے، بعض لوگوں کو گناہوں سے عشق ہو جاتا ہے، ایسے لوگ چور ہوتے ہیں جیسے بھینس اپنے بچے کے لیے دودھ چرالیتی ہے، اس کے تھنوں میں دو کلو دودھ ہے لیکن اپنے مالک کو ایک کلو دے گی اور ایک کلو اپنے بچہ کے لیے چرالے گی، اب مالک کتنے ہی رگڑے لگا لے مگر بھینس تھنوں کو اوپر چڑھائے ہوئے ہے کیونکہ اسے اپنا بچہ پیارا ہے۔ تو اسی طرح بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو گناہوں کی اور حرام مزے کی خبیث عادتوں کی وجہ سے اپنی ہمت سے صحیح طریقے سے کام نہیں لے رہے ہیں حالانکہ ان میں گناہوں سے بچنے کی ہمت ہے، اگر ابھی ان پر ملٹری کا پہرہ لگادو، ہر وقت دو فوجی اس کے پیچھے لگے رہیں کہ خبردار! ہم بھی دیکھتے ہیں کہ کیسے گناہ کرتے ہو، یا ایک پہلوان لگا دیا جائے کہ اگر کسی پر نظر ڈالی تو وہ طمانچہ لگے گا کہ ڈینٹسٹ کے پاس جانا پڑے گا، بقول حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

اللہ والوں کا ایک نظر دیکھ لینے کی قیمت

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب! نظر سے کیا ہوتا ہے؟ دیکھو! ایک نابینا آدمی رسول اللہ کے پاس جاتے ہیں اور اللہ کے رسول ان کو ایک نظر دیکھتے ہیں تو اس ایک نظر سے وہ صحابی ہوجاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص حالتِ ایمان میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لے تو وہ صحابی ہوجاتا ہے۔ دیکھئے! یہ ہے نظر کی قیمت! اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں کا نام صحابی رکھا ہے۔

اپنے مرض پر عاشق ہونے والے کا کوئی علاج نہیں کرسکتا

اگر کسی کا باپ تگڑا اور مضبوط ہو تو کوئی اس کے بیٹے یا بیٹی کو بری نظر سے دیکھ سکتا ہے؟ ذرا اُس وقت اپنی آنکھیں سینک کر دیکھو، لیکن اس وقت کوئی نہیں دیکھتا ہے کیونکہ معلوم ہے کہ اس کے باپ کے ہاتھ میں جوتا ہے، اگر کھوپڑی پر جوتا پڑے گا تو فارغ البال ہوجائیں گے۔ تو معلوم ہوا کہ مخلوق کا ڈر ہے، اللہ تعالیٰ کا ڈر نہیں ہے۔ اس شخص کو گناہ سے بچنے کی طاقت ہے مگر وہ اس طاقت کا استعمال نہیں کررہا ہے، اس کو گناہوں کی بیماری سے عشق ہوچکا ہے، جو مریض اپنی بیماری سے عشق کرتا ہے اس کو بڑے سے بڑا ڈاکٹر شفا نہیں دے سکتا، اس کا علاج نہیں کرسکتا، جو مریض اپنی بیماری سے عشق کرتا ہے تو کوئی ڈاکٹر اس کا علاج کرسکتا ہے؟ اس لیے اللہ تعالیٰ کے غضب اور گناہوں سے عشق بازی کرنا اور گناہوں کی عادت سے محبت کرنا گویا اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اللہ کے غضب سے محبت کرنا ہے اور دوزخ کی آگ سے پیار کرنا ہے، سانپ اور بچھوؤں سے محبت کرنا ہے۔ اب ایک قصہ مجھے یاد آگیا سنا دیتا ہوں۔

ایک عاشق مجاز کا علاج

ایک اللہ والے کے یہاں ایک لونڈی تھی، ایک مرید صاحب ان کے پاس گئے کہ صاحب! اللہ کی محبت سکھا دو۔ شیخ نے کہا کہ ایک ہزار مرتبہ اللہ اللہ کرلو، بقول جگر مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ؎

مے کشو یہ تو مے کشی رِندی ہے مے کشی نہیں
آنکھوں سے تم نے پی نہیں آنکھوں کی تم نے پی نہیں

اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو آسمان والی مے پلاتے ہیں۔ تو اس مرید نے ان بزرگ سے کہا کہ حضور! میں اللہ والا بننا چاہتا ہوں، مجھے اللہ کی محبت سکھا دیں۔ لیکن وہ مرید نظر کے خراب تھے، نظر کے کچے تھے، بزرگ کی لونڈی پر ان کی نظر پڑ گئی، بس اب ہر وقت اسی کو دیکھ رہے ہیں اور تسبیح وغیرہ سب ختم ہوگئی۔ وہ لونڈی اللہ والی، تہجد گذار تھی، اس نے جا کر کہا کہ حضرت! یہ جو مرید آیا ہے، یہ مرید نہیں ہے، یہ تو مجھے بری نظر سے دیکھ رہا ہے۔ شیخ اس مرید کا مرض سمجھ گئے مگر اللہ والے کسی کو ذلیل نہیں کرتے، انہوں نے اس کا علاج شروع کیا۔ شیخ نے ایک مسلمان کے علاج کے لیے اپنی لونڈی کو دست لگانے کی گولیاں دے دیں، اب اس کو اتنے دست ہوئے جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں اندر کو دھنس گئیں، گال پچک گئے، چہرہ کالا ہو گیا اور شکل ڈراؤنی ہوگئی جیسے ہیضہ کے مرض میں جب بہت دست آتے تھے تو شکل بہت خراب ہو جاتی تھی، اب تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ بیماریاں ختم ہوگئیں۔ تو اس کو جتنی دفعہ دست آئے تھے شیخ نے وہ سب ایک کنستر میں جمع کرا دیئے تھے۔ جب اس لونڈی کی شکل خوفناک ہوگئی تو ایک دن وہ اس مرید کے لیے کھانا لے کر گئی، جب وہ سامنے آئی اور مرید نے دیکھا کہ وہ پری اب ڈراؤنی اور بھوتنی ہوگئی ہے، اس کی شکل بالکل بدل گئی ہے۔

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

یعنی جب چہرہ کا جغرافیہ بدل گیا اب سر جھکا کے کیا توبہ توبہ کر رہے ہیں۔ شیخ نے کہا کہ آپ نے اس لونڈی کو دیکھ کر نظر کیوں ہٹائی؟ کئی روز سے تو آپ نظر بازی کر رہے تھے، اب اس میں کس چیز کی کمی ہوگئی جو آپ نے نظر ہٹالی اور آپ کا عشق ٹھنڈا ہوگیا، اس کے جسم سے کیا چیز کم ہوگئی جس کی وجہ سے آپ کی تاریخِ محبت کے سارے افسانے ختم ہوگئے؟ پھر شیخ نے خود ہی جواب دیا کہ اس کے جسم سے کوئی چیز کم نہیں ہوئی سوائے اس بیس دست کے میٹریل کے جو اس کنستر میں موجود ہے، ناک سے اس کو سونگھئے اور آنکھوں سے ملاحظہ فرمایئے۔ اب ذرا لکھنؤ کی زبان سنیئے! جب لکھنؤ والے پان پیش کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ذرا ملاحظہ فرمایئے۔ بتایئے! پان دیکھا جاتا ہے یا کھایا جاتا ہے؟ مگر واہ رے! لکھنؤ کے بھی عجیب عجیب الفاظ تھے۔ تو شیخ نے کہا کہ ذرا یہ کنستر سونگھئے اور ملاحظہ فرمایئے کہ اس معشوقہ کے جسم سے کیا چیز کم ہوئی ہے۔ بس مرید پھنس گیا لیکن مخلص تھا، کبھی انسان میں اخلاص ہوتا ہے، وہ اللہ کو چاہتا ہے مگر پھنس بھی جاتا ہے۔ بس اس نے رونا چلانا اور سر پیٹنا شروع کردیا کہ ہائے میں اسی پاخانہ پر عاشق تھا، اس لونڈی سے یہی تو کم ہوا ہے۔ اب شیخ نے کہا کہ جس پاخانہ کی کمی سے تیرا عشق ٹھنڈا پڑ گیا تو ظالم سوچ لے کہ تو کس چیز پر عاشق تھا۔ میں اسی لیے کہتا ہوں کہ بڑے بڑے جغرافیے بدلنے والے ہیں، چند دنوں میں شکل ایسی بدل جاتی ہے کہ صاحبزادے نانا میاں بن جاتے ہیں اور صاحبزادی نانی اماں بن جاتی ہیں۔

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

اور ؎

ایسے ویسے کیسے کیسے ہوگئے
اور کیسے کیسے ایسے ویسے ہوگئے

کاش! ہم سب اللہ پر فدا ہوتے۔ اے اللہ! ان شکلوں اور صورتوں سے تو ہمارے قلوب کو پاک فرمادے، یہی چیزیں اللہ کی راہ کے روڑے ہیں، بدنظری معمولی جرم نہیں ہے، جس کا دل غیر اللہ میں پھنسے گا وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پاسکتا، جس کا دل غیر اللہ میں پھنسے گا اسے اللہ کیسے ملے گا؟ اس لیے کہتا ہوں کہ یہ شعر خوب اچھی طرح سے یاد کرلو، اگر آپ کو یہ شعر بھی یاد نہیں ہوا تو آپ دنیا میں کوئی شعر بھی یاد نہیں کر سکتے، دو شعر ایسے ہیں کہ اگر کسی کو یاد نہ ہوں تو میں اعلان کرتا ہوں کہ پھر اس کو دنیا کا کوئی شعر یاد نہیں ہوگا، پہلا شعر ہے ؎

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

اور دوسرا شعر ہے ؎

ایسے ویسے کیسے کیسے ہوگئے
اور کیسے کیسے ایسے ویسے ہوگئے

عشقِ مجازی سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں

تو آپ نے دیکھ لیا کہ کچھ عرصہ کے بعد شکل ایسی بدل جاتی ہے کہ جس کے پیچھے رات دن پاگلوں کی طرح پھرتے تھے جب وہی صورتیں سامنے

آئیں تو پوچھتے ہیں کہ آپ کا اسمِ شریف کیا ہے؟ آپ کا دولت خانہ کہاں ہے؟ تو جب اس نے دولت خانہ پوچھا تو اس نے دو لاتیں ماریں اور کہا کہ رات دن میرے پیچھے پھرتے تھے اور آج پوچھتے ہو کہ دولت خانہ کہاں ہے۔ آہ! عشقِ مجازی سے بڑھ کر فتنہ اور دھوکہ دنیا میں کوئی نہیں ہے، اگر دنیا میں کوئی دھوکہ ہے تو حسن پرستی اور شکل پرستی ہے۔

دل صرف اس ذات کو دو جس نے دل دیا ہے

تصوف کی بنیادی چیز غیر اللہ سے دل کو چھڑانا ہے، راہِ خدا کا سب سے پہلا قدم یہی ہے کیونکہ ہمارا دل تو ایک ہی ہے، بتاؤ! دل دو ہیں یا ایک ہے؟ بھئی! ذرا ٹٹول لو، کسی کے سینہ میں دو دل تو نہیں ہیں؟ تو جب دل ایک ہے، اللہ ایک ہے، رسول ایک ہے، بیت اللہ ایک ہے، قرآنِ پاک ایک ہے اور پیر بھی ایک ہی ہوتا ہے تو دل دو کو دو گے تو ایک ٹانگ اِدھر جائے گی ایک ٹانگ اُدھر جائے گی، کشمکش میں رہو گے، پریشان رہو گے۔ عشقِ مجازی کے ان قصوں میں عبرت اور ہدایت ہے۔

تزکیۂ نفس کے تین طریقے

اگر اللہ کا فضل شاملِ حال ہو تو میں تزکیۂ نفس کے جو تین راستے بتاتا ہوں ان پر عمل کرنے سے نفس کا تزکیہ ہو جائے گا۔ نمبر ایک، کسی تزکیہ کرنے والے یعنی جن کو بزرگوں نے اجازت دی ہے ان سے اصلاحی تعلق قائم کرے، ان کی صحبت میں بیٹھے، ان کے پاس آنا جانا رکھے۔ ایک تو یہ ہے کہ خود ہی پیر بن کر بیٹھ جائے اور ایک یہ ہے کہ کسی اللہ والے بزرگ نے اس کو خلافت دی ہو اور علماء بھی اس کی تصدیق کرتے ہوں کہ یہ شخص سنت اور شریعت کا پابند ہے اور اگر وہ خرافات اور بدعات میں مبتلا ہے تو اس قابل نہیں ہے کہ اس کو پیر کہا

جائے۔ پیر سے مراد، مرشد سے مراد، شیخ سے مراد ایسا شخص ہے جو سنت اور شریعت پر چلتا ہو اور اس کے زمانہ کے بڑے بڑے علمائے دین اس کی تصدیق بھی کرتے ہوں، اگر علماء کسی کے بارے میں فتویٰ دے دیں کہ یہ شخص گمراہ ہے تو اس سے تعلق ترک کرنا فرض ہو جائے گا۔

صحبتِ شیخ کی اہمیت

اس دفعہ میری خانقاہ میں بعض لوگ تین دن کے لیے بھی آئے ہیں، میں نے کہا کہ جو جمعہ کے جمعہ آتا ہے تو یہ بھی اللہ کا شکر ہے کیونکہ اگر یہ بھی نہ کیا تو پھر اور کیا کرے گا، لیکن جمعہ جمعہ آنے کی نعمت کے ساتھ ساتھ کبھی خانقاہ میں تین دن کے لیے بھی رہ جاؤ، اور سہ روزہ کے بعد کبھی دس روزہ بھی لگالو، پھر پندرہ روزہ لگاؤ، پھر کبھی بیس دن لگالو اور زندگی میں ایک دفعہ کچھ شرائط کے ساتھ چالیس دن بھی ضرور لگا لیجئے، بزرگوں نے لکھا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ محروم نہیں رہے گا لہٰذا اخلاص کے ساتھ جس بزرگ سے مناسبت ہو اس کے پاس چالیس دن لگالے، اللہ تعالیٰ اس کی ہدایت کے لیے دروازے کھول دیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تو ہدایت تین چیزوں سے ملتی ہے: نمبر ایک تزکیۂ نفس سے، جو مشائخ اور بزرگانِ دین ہیں ان کی صحبت میں بیٹھو۔ نمبر دو، گناہوں سے بچنے پر مجاہدہ کرو، کسی روحانی بیماری مثلاً بدنظری، جھوٹ، غیبت وغیرہ سے عشق نہ ہونے پائے، شیخ کی جانب سے جو پرہیز بتایا جائے، جو احتیاط بتائی جائے اس پر ہمت سے کام لے کر عمل کرے، چاہے عمل کرنے سے جان بھی چلی جائے، اتنی ہمت سے گناہ چھوڑے کہ اگر گناہ چھوڑنے سے جان بھی چلی جائے تو خوشی خوشی جان دے دے، جس دن یہ ہمت پیدا ہو جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اس دن

راستہ صاف ملے گا۔

بدون تزکیہ جنت نہیں ملے گی

آپ بتاؤ! اللہ تعالیٰ پر جان دینے میں آپ کو کیا تردد ہے؟ جان کس لیے ہے؟ ورنہ پھر سمجھ لو کہ یہ جان دوزخ میں جلے گی، جس نے خدا پر جان نہ دی تو اس کی جان دوزخ میں جلائی جائے گی، اگر یہاں تزکیہ نہ کیا تو اس کا تزکیہ وہاں ہوگا، بغیر تزکیہ کے جنت نہیں ملے گی، لہٰذا اس کا تزکیہ دوزخ میں ہوگا، مسلمان ہونے کے باوجود بہت سے لوگوں کو دوزخ میں جلائے جانے کے بعد، تزکیہ کے بعد جنت میں داخلہ ملے گا، اس لیے بزرگوں کی نصیحت ہے کہ دنیا ہی میں تزکیہ کرلو۔

تو میں نے عرض کیا تھا کہ تزکیہ کے لیے تین باتیں ہیں۔ نمبر ایک مربی کی صحبت میں بیٹھو، جن کو اہل اللہ نے خلافت دی ہو، خود سے پیر بن کر نہ بیٹھ گیا ہو۔ نمبر دو، مجاہدہ کرو یعنی گناہوں کو چھوڑنے میں جان کی بازی لگا دو، گناہوں سے بچنے کی ہمت کرلو چاہے جان رہے یا نہ رہے ؎

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

اللہ تعالیٰ پر جان فدا کرنے کا انعام

ارے! ایک دفعہ ہمت کر کے تو دیکھو، ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ اتنا معاوضہ دیتا ہے کہ سعودیہ کیا دے سکتا ہے۔ حکومتِ سعودیہ توسیعِ حرم کے لیے ایک لاکھ کے مکان کے پچاس لاکھ ریال دیتی ہے۔ میں نے یہ ایک معمولی سی مثال دی ہے کہ لوگ تمنائیں کرتے ہیں کہ حرم کی توسیع کی زد میں ہمارا مکان آجائے تاکہ ایک لاکھ ریال کی جگہ پچاس لاکھ ریال مل جائیں۔ میں نے اپنی

آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جن کے مکان لیے گئے تھے آج ان کے بڑے شاندار محل ہیں۔ تو میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ جس نے شاہوں کو یہ حوصلہ دیا ہے، شاہوں کے یہ حوصلے جس کی دی ہوئی بھیک ہیں، جب اس کی راہ میں کوئی اپنی جان پیش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں کتنا معاوضہ عطا فرمائے گا ؎

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
انچہ در وہمت نیاید آں دہد

اور جب اللہ کو پالو گے تو پھر یہ شعر پڑھو گے ؎

جمادے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

چند کنکر پتھر دے کر اللہ کو بہت سستا پالیا، چند کنکر پتھر دے کر ہم نے جان کو لے لیا، جانِ روح کو پالیا، الحمدللہ ہم نے اللہ کو بہت سستا پایا۔ دوستو! ایک دن تو یہ جان ختم ہوجائے گی۔ میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ ایک دن یہ جسم قبر میں جانے والا ہے یا نہیں؟ کبھی آپ میرے بارے میں بھی سنیں گے کہ ؎

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل
وہ دوکان اپنی بڑھا گئے

مؤمن کی قیمت مولیٰ کی خوشی سے ہے

ایک دن یہ خبر بھی آئے گی اور ایک دن یہ جسم بھی قبرستان میں جائے گا لہٰذا اس جسم کو پہلے ہی اللہ پر فدا کردو، اپنی مٹی کو مٹی ہونے سے پہلے ہی اس مٹی کو اپنے مولیٰ پر فدا کر کے قیمتی بنالو، باقی سب چیزیں آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گی، جن چیزوں سے ہم اپنی قیمت لگا رہے ہیں، اپنے کاروبار سے، اپنے بنگلے اور مکان سے، اپنے نقد اور بینک بیلنس سے اور لوگوں کی سلامی سے، تو اس سے

ہماری قیمت نہیں لگے گی، ہماری قیمت یہ ہے کہ اگر ہمیں کوئی سلام نہ بھی کرے لیکن اللہ تعالیٰ فرمادیں کہ ہم تم سے خوش ہیں تو آہ! ہماری قیمت کی کوئی انتہا نہیں، جس سے اللہ خوش ہوجائے اس کی قیمت کی کوئی انتہا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہم مردوں سے بھی خوش ہوجائیں اور جو خواتین ہمارے یہاں دین کی بات سننے کے لیے آتی ہیں اللہ تعالیٰ ان سے بھی راضی ہوجائے اور اللہ ہمیں اپنی رضا والے اعمال پر چلا دے اور ناراضگی اور غضب والے اعمال سے ہم سب کو بچالے، آمین۔

ہمت کرنے سے گناہ کی پرانی عادت بھی چھوٹ جاتی ہے

تزکیہ کے لیے جو اصلاح کا نسخہ ہے اس میں یہ تیسری چیز، پہلی دو چیزوں کے لیے بھی بہت اہم ہے یعنی اللہ والوں کی صحبت اور مجاہدہ یعنی گناہ چھوڑنے کے لیے اتنی ہمت کرلینا کہ اے خدا! اگر گناہ نہ کرنے سے جان بھی چلی جائے تو میں اپنی جان پیش کردوں گا۔ یہی بات جگر مراد آبادی نے شراب چھوڑتے وقت کہی تھی جب ڈاکٹروں کے گروپ نے ان سے کہا تھا کہ اے جگر! اگر آپ دوبارہ شراب پینا شروع نہیں کریں گے تو آپ مرجائیں گے۔ جگر نے کہا کہ اگر پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا؟ ڈاکٹروں نے کہا کہ اگر شراب پئیں گے تو دس سال اور جی سکتے ہیں، انہوں نے کہا کہ دس سال کے بعد جب مروں گا تو شراب پینے کی حالت میں مروں گا، اللہ کی لعنت اور غضب کی حالت میں مروں گا، اس سے بہتر ہے کہ جگر کو شراب چھوڑنے سے ابھی موت آجائے، اللہ کی رحمت کے سائے میں جگر موت سے پیار کرتا ہے اور موت کو گلے لگانے کے لیے تیار ہے۔ اللہ کی

رحمت سے جگر مرادآبادی نے شراب بھی چھوڑ دی اور صحت بھی اچھی ہوگئی اور ایک مٹھی ڈاڑھی بھی رکھ لی اور کیا عمدہ شعر کہا، میں تو جب وہ شعر پڑھتا ہوں تو دل رونے لگتا ہے، جب انہوں نے ڈاڑھی رکھ لی تو فرمایا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

واہ! کیا غضب کا شعر کہہ گئے، اللہ ان کو جزائے خیر دے کیا اچھا شعر کہا ہے، کتنا پیارا اور زبردست شعر ہے۔ تو ایک دن قبر میں یہ گال کیڑے کھا جائیں گے لہٰذا جلدی سے ان گالوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا جھنڈا گاڑ دو، اللہ تعالیٰ کے حکم کا جھنڈا گاڑ دو ورنہ قبر میں کیڑے کھا جائیں گے اور ان گالوں کا پتہ بھی نہیں ہوگا۔

ایک لطیفہ

اب ایک لطیفہ یاد آیا، ٹیکسلا میں میرے ایک دوست حکیم امیر احمد صاحب تھے، پیدائشی طور پر بہت زیادہ دبلے پتلے تھے جیسے ہڈی پر چمڑا چڑھا ہو، جسم پر بہت معمولی گوشت تھا، ایک دن کہنے لگے کہ جب قبر میں میرا جنازہ اترے گا تو جتنے کیڑے ہیں وہ مجھ کو کھانے کے لیے دوڑیں گے، جب میرے اندر ہڈی اور چمڑے کے سوا بوٹی نہیں پائیں گے تو کہیں گے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ یہ کیسی نامبارک لاش آئی ہے جس میں کوئی بوٹی نظر نہیں آرہی ہے۔ یہ لطیفہ میں نے مدینہ منورہ میں اپنے مرشدِ ثانی حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کو سنایا تو وہ بہت ہنسے، اتنا ہنسے کہ فرمایا کہ اگر ایسے لطیفے سن لیے جائیں تو چورن کی ضرورت نہیں ہے یعنی کھانے کے بعد خوش طبعی کر لینے سے کھانا ہضم ہو جاتا

ہے۔ تو ماشاء اللہ جگر صاحب حج بھی کر آئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں حکیم الامت کی صحبت سے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

بد پرہیزی سے دل کی دنیا تباہ ہو جاتی ہے

تو تیسری چیز جو تزکیۂ نفس کے لیے اتنی بنیادی چیز ہے کہ بعض لوگوں نے شیخ کی صحبت بھی اختیار کی اور مجاہدہ بھی کیا لیکن پھر بھی ان کا تزکیہ نہ ہوسکا، کہیں نہ کہیں بد پرہیزی کر لی اور سارا مرض لوٹ آیا، یہ بد پرہیزی اتنی خطرناک چیز ہے کہ اگر کوئی دس سال تک گناہ نہ کرے اور دس سال کے بعد ایک دفعہ گناہ کر لے تو دس سال تک جو کمایا ہوتا ہے وہ سب تباہ ہو جاتا ہے، گناہ قلب کو ہیروشیما بنا دیتا ہے۔ ہیروشیما جاپان کا ایک شہر ہے جس پر ایٹم بم گرا تھا، آج وہاں گھاس نہیں اُگ سکتی، ایسے ہی گناہ قلب کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اس لیے جان دے دو مگر گناہ نہ کرو، ایک سانس بھی اللہ کی ناراضگی اور غضب میں جینے سے پناہ مانگو، رات دن رو رو کر سجدہ کی جگہ کو آنسوؤں سے تر کر دو کیونکہ سوائے اللہ کے ہمیں اور کوئی نہیں بچا سکتا لہٰذا رو رو کے سجدہ کی جگہ کو آنسوؤں سے تر کر دو کہ اے خدا! میری ایک سانس بھی اپنی ناراضگی میں نہ گذرنے دیجئے، ہمیں اپنی حفاظت کی گود میں قبول کر لیجئے کیونکہ ماں کی گود سے بچہ چھینا جا سکتا ہے لیکن اے ہمارے پیارے ربا! آپ کی آغوشِ حفاظت سے ہم کو کوئی نہیں چھین سکتا کیونکہ آپ کی طاقت کے آگے کسی کی طاقت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے بغیر تزکیہ نہیں ہوسکتا

تو تیسری چیز جو میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں یہی ہے:

﴿وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا﴾

(سورۃ النور، آیت:۲۱)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ کا فضل اور اللہ تعالیٰ کی رحمت تمہارے اوپر نہ ہو، مَا زَكٰى مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا تم میں سے کبھی کوئی تزکیہ اور اصلاح نہیں پاسکتا یعنی گناہوں سے پاک نہیں ہوسکتا، اگر اللہ کا فضل اور رحمت تمہارے اوپر نہ ہوتو تم میں سے کوئی گناہوں سے پاک نہیں ہوسکتا، لہٰذا اے خدا! ہم آپ کو اس آیت کا واسطہ دیتے ہیں، اُس فضل و رحمت کا واسطہ دیتے ہیں جس کا آپ نے تذکرہ کیا ہے کہ اس فضل و رحمت کے بغیر کسی کا تزکیہ نہیں ہوسکتا کہ ہم پر اپنا وہ فضل اور وہ رحمت نازل فرما جس سے ہمارا تزکیہ ہوجائے اور آپ ہمیں گناہوں سے پاک فرمادیں۔ ابوجہل اور دوسرے کافروں نے نبوت کا زمانہ پایا تھا، سارے نبیوں کے سردار کو دیکھا تھا لیکن ایمان نصیب نہیں ہوا، اللہ کے رسول کی صحبت میں آتے تھے، چھپ چھپ کے بیٹھتے تھے لیکن ایمان نصیب نہ ہوا، بس یہ جو تیسری چیز ہے اس کو مانگنے کی ضرورت ہے۔ ایک صاحب صحبتِ شیخ میں بھی رہے اور ذِکر بھی کرتے رہے لیکن ان کا خاتمہ بہت برا ہوا، وجہ کیا تھی؟ بد پرہیزی کرتے تھے۔ ماں باپ کو ستاتے تھے، میں نے ان کو دیکھا ہے، انہوں نے حضرت حکیم الامت کے ساتھ حج کیا تھا لیکن ماں باپ کو ستاتے تھے اتنی شدید بد پرہیزی کی وجہ سے اللہ کے غضب سے نہیں بچ سکے، اللہ کے غضب سے اولیاء اور انبیاء نہیں بچاسکتے، لہٰذا بد پرہیزی سے بچو، یہ مت دیکھو کہ شیخ ہمیں دیکھ رہا ہے یا نہیں، اللہ تو دیکھ رہا ہے، بد پرہیزی کرنے والا چاہے کسی ولی اللہ کی خدمت کر کر کے اس کی ٹانگ دبا دبا کر مرجائے لیکن اللہ اسے

معاف نہیں کرتا، اگر اللہ ناراض ہوجائے تو کوئی ولی، نبی اسے نہیں بچاسکتا۔

اللہ والوں سے کسی کی شکایت مت کرو

اس لیے کہتا ہوں جہاں بھی رہو باخدا رہو، یہ دیکھو کہ خدا تو دیکھ رہا ہے، یہ سوچو کہ میں نے اپنے بزرگوں سے اللہ کے لیے تعلق قائم کیا ہے، وہ اللہ وہاں بھی ہے جہاں گناہ کررہے ہو، آپ بتایئے بزرگوں سے کس لیے تعلق قائم کیا جاتا ہے؟ اللہ کے لیے۔ تو جہاں گناہ کرتے ہو اللہ تو وہاں بھی تمہیں دیکھ رہا ہے۔ تو میں نے اس شخص کو دیکھا جس نے حضرت تھانوی کے ساتھ حج کیا تھا کہ اس نے نماز بھی نہیں پڑھی حالانکہ بہت دن تک شیخ کی خدمت میں رہا تھا۔ تو میں نے اپنے مرشدِ اوّل حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس شخص نے اپنے ماں باپ کو بہت ستایا تھا اور اللہ والوں سے بھی بہت لڑتا تھا، حضرت سے ان کی شکایت کرتا تھا، انہی دو جرموں کی وجہ سے پکڑا گیا۔ اس لیے میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں ؎

تو برائے وصل کردن آمدی\
نے برائے فصل کردن آمدی

اللہ والوں سے جڑنے کی کوشش کرو، اللہ والوں سے دوسروں کی شکایت کرکے توڑ کی بات مت کرو اور کسی کو اذیت مت پہنچاؤ، ظلم سے بہت بچو، اگر اس سلسلہ میں کسی سے زیادتی ہوجائے تو سمجھ لو کہ اس کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے، اس سے اللہ انتقام لے لے گا لہٰذا اگر کسی سے زیادتی ہوجائے تو فوراً پیر پکڑ کے معافی مانگ لو اور اگر غصہ میں کسی کو ستادیا یا کچھ برا بھلا کہہ دیا تو فوراً اسی وقت اس کے پیر پکڑ کر کہہ دو کہ بھئی! کل قیامت کے دن مجھے معاف کردینا اور اگر حکیم الامت کے یہ دو اشعار یاد ہوں تو یہ دو شعر بھی پڑھ دے ؎

کسی کو اگر میں نے مارا بھی ہو
بری بات کہہ کر پکارا بھی ہو
وہ آج آن کر مجھ سے لے انتقام
قیامت کے دن پہ نہ رکھے یہ کام
بروز قیامت خجالت نہ ہو
خدا پاس مجھ کو ندامت نہ ہو

چیونٹیوں کو بھی تکلیف مت دو!

حقوق العباد کے معاملہ میں اگر چیونٹی پر بھی جان بوجھ کر پیر رکھ رہے ہو تو یہ یاد رکھو کہ اس میں بھی اس بات کا خطرہ ہے کہ اللہ اس سے انتقام لے لے کیونکہ وہ بھی اللہ کی مخلوق ہے۔ بعض لوگ دیکھتے بھی ہیں کہ چیونٹی جا رہی ہے پھر بھی جان بوجھ کر اس پر پیر رکھ رہے ہیں اور پیر رکھنے کے بعد اس بے چاری کی ہڈی پسلی کا کیا حال ہوگا اس کا نہیں سوچتے ہیں، کیا بے رحمی کی بات ہے۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے ولی اللہ گذرے ہیں فرماتے ہیں جب کوئی نالائق انسان چیونٹی پر پیر رکھتا ہے تو چیونٹی کا وہ حال ہوتا ہے جو انسان پر ہاتھی کا پیر رکھنے سے ہوتا ہے۔

گانا سننے والا زنا کے تقاضوں سے نہیں بچ سکتا

گناہ کا چھوڑنا تزکیہ ہے، یہی اصلی اصلاح ہے، لوگ اصلاح کا نام سمجھتے ہیں کہ بس تسبیح اور نوافل پڑھو مگر اس کے بعد فوراً ریڈیو، ٹی وی کھولا اور گانے بھی سن رہے ہیں۔ ایک صاحب نے وضو کیا، سورۂ یٰسین شریف پڑھی اور اس کے بعد دعا کی اے اللہ! امپورٹ ایکسپورٹ کے آفس کو خود چلا دے

اور پھر تھوڑی دیر کے بعد گانا سن رہے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ کہا کہ دماغ کو تازہ کررہا ہوں۔ میں نے کہا دماغ میں گوبر بھر رہے ہو، کیونکہ گانا زِنا کا مادہ پیدا کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

((اَلْغِنَآءُ رُقْیَۃُ الزِّنَا))

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ العیدین)

جو گانا سنتا ہے وہ زنا سے بچ نہیں سکتا، یہ زنا کا منتر ہے، آدمی کو ایسے پاگل کردیتا ہے جیسے جادو، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے گانا حرام فرمایا ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ﴾

(سورۂ لقمان، آیت:۶)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بعض مشرک لوگ مغنیات یعنی گانا گانے والیوں کو خریدتے تھے اور قرآن کے مقابلہ میں گانے کی مجلس قائم کرتے تھے۔ میں نے تفسیر روح المعانی میں دیکھا ہے کہ جب انسان گانا سنتا ہے اور مست ہو کر سر ہلاتا ہے، تو اللہ کی طرف سے ایک شیطان اس کے کندھے پر بٹھا دیا جاتا ہے، وہ اپنی ایڑی رگڑ رگڑ کر اس کو اور جوش دلاتا ہے، بس اسی سے سمجھ لو کہ گانا سن کر جھومنا کیسا ہے، ہم کچھ نہیں کہتے، بس ایک تدبیر سمجھ کر اللہ کی بات بیان کردیتے ہیں کہ اللہ اسی بات سے ہم سب کو ہدایت عطا فرمادیں اور آخر میں یہی شعر پڑھتے ہیں کہ ؎

ہم بلاتے تو ہیں سب کو مگر اے ربِّ کریم
اُن پہ بَن آئے کچھ ایسی کہ بِن آئے نہ بنے

یعنی ہمارے قلب کو ایسا مجبورِ محبت کردیجئے کہ اگر ہم آپ سے بھاگنا بھی چاہیں تو نہ بھاگ سکیں۔ اللہ کی ایک شان جذب کی بھی ہے کہ اے خدا! آپ ہمیں اپنے سے ایسا چپکا لیجیے، ایسا جذب فرمالیجیے، اجتباء کی ایسی شان کا ظہور فرما

دیجیے، ایسی تجلیاتِ جذب عطا فرما دیجیے کہ ہم آپ سے بھاگنا بھی چاہیں تو نہ بھاگ سکیں:

﴿اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾

(سورۃ الشوریٰ، آیت:۱۳)

اب اس آیت کا ترجمہ بھی سن لیجئے اللہ کی شان وہ ہے کہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔تو اے اللہ! اپنی اس تجلی کا ہم سب پر ظہور فرما دیجیے، ہماری جانوں کو کھینچ کر جذب فرما لیجیے، ہم پر اس صفت کا ظہور فرما دیجیے، ہمارے دل و جان کو اپنی ذات کے ساتھ ایسا چپکا لیجئے کہ اگر ہم آپ سے بھاگنا بھی چاہیں تو نہ بھاگ سکیں، اے اللہ! یہ مقام ہم سب کو نصیب ہو جائے کہ ہم آپ کو بھلانا بھی چاہیں تو بھی نہ بھلا سکیں، اپنی ایسی محبت اور یقین اور ایمانِ کامل عطا فرما دیجئے، اے اللہ! آپ اولیائے صدیقین کو جو ایمان و یقین اور ان کے قلب کو اپنی محبت کا جو مقام عطا فرماتے وہ ہم سب کو نصیب فرما دیجئے، اے خدا! تو علیم و خبیر ہے کہ اختر نے اس خانقاہ کو محض اس نیت سے بنایا ہے کہ یہاں آپ کے عاشقوں کو بیٹھنے کی، سر چھپانے کی جگہ ملے، آپ کے بہت سے عاشقین، اولیائے کاملین اور طالبین اور آپ کے چاہنے والے جمع ہوں اور ہم سب بیٹھ کر آپ کی محبت کی باتیں کریں، بزرگوں کی معرفت کی باتیں کریں، قرآنِ پاک کی تفسیر بیان کریں، حدیثِ پاک سنیں، اس لیے آپ ہماری اس نیت کو قبول فرمائیے، اگر اس میں ہمارے نفس کی کوئی آمیزش ہے تو اس کو معاف فرما دیجئے، ہمیں اخلاص عطا فرما دیجئے، جنہوں نے اس کی تعمیر پر پیسے لگائے ہیں ان کا مال بھی قبول فرما لیجئے اور اس کو ان کی اصلاح کا ذریعہ بنا دیجئے، اے خدا! اپنی رحمت سے ہم سب کو اللہ والی زندگی نصیب فرما دیجئے، نفس و شیطان کی غلامی سے چھڑا کر اپنی غلامی اور فرماں برداری کی حیات نصیب فرما دیجئے، اپنی رحمت

سے ہماری آہ کو قبول فرمایئے، اے اللہ! بیت اللہ کے صدقہ میں، روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں جن کی آنکھوں نے ابھی حال ہی میں زیارت کی ہے ان دونوں حرمین شریفین کے صدقہ میں اختر کی آہ کو قبول فرمایئے، اس کی اس دعا کو قبول فرمایئے اور کسی کو بھی محروم نہ فرمایئے، اختر کو، اس کی اولاد کو، میرے دوستوں کو اور ان کی اولاد کو، کسی کو بھی اے اللہ! فاسق و فاجر اور اپنا نافرمان نہ ہونے دیجیے، اے اللہ! ہماری اولاد کو بھی نیک بنایئے، ہمارے رشتے داروں کو بھی نیک بنایئے، ہماری دنیا بھی بنا دیجیے اور آخرت بھی بنا دیجیے اور ہمیں اپنی محبت کی وہ مٹھاس عطا کر دیجیے جو آپ اپنے اولیائے صدیقین کو عطا فرماتے ہیں، ہم جو نہیں مانگ سکے وہ بھی ہمیں بے مانگے اپنے دستِ کرم سے عطا فرمایئے۔

دست بکشا جانبِ زنبیل ما

اے خدا! ہماری جھولیوں کی طرف اپنا دستِ کرم بڑھایئے اور اپنی محبت، اپنی خشیت، اپنے اولیاء کی تمام نعمتیں ہم سب کو نصیب فرمایئے، اگرچہ ہم اس کے اہل نہیں، ہم اپنی نالائقی اور نااہلی کا اعتراف کرتے ہیں لیکن آپ کریم ہیں اور کریم کی تعریف ہم نے کتابوں میں یہ پڑھی ہے کہ کریم وہ ذات ہے جو نالائقوں پر بھی مہربانی کر دے، بس ہم نالائقوں پر آپ اپنے کرم کی بارش فرما دیں، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّاۤ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ وَتُبۡ عَلَيۡنَاۤ

اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى

خَيۡرِ خَلۡقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ